اشتہار

۱- اودھ پنچ ہر شنبہ کو شایع ہوتا ہے ۲- عموماً بلا محصول قیمت پیشگی کسی صاحب کی خدمت میں نہیں بھیجا جائے گا - ۳- اطلاع حسن و قبح کی ایک ہفتہ قبل از انقضا میعاد خریداری دفتر میں بھیجنا چاہیے - ۴- جس درخواست کا جواب قلم انداز ہو گا مستطری مقدور کیا ہے - ۵- مضمون مفید خاص کے واسطے فی سطر ۱

محمد سجاد حسین مہتمم اودھ پنچ



تفصیل خریداران	ماہواری پیشگی	ماہوار مابعد	ششماہی پیشگی	ششماہی مابعد	سالانہ پیشگی	سالانہ مابعد	[illegible]
عام	عہ	[illegible]	[illegible]	للعہ	عـہ	[illegible]	[illegible]
رؤسا و امرا	[illegible]	[illegible]	معہ	عـہ	وعـہ	[illegible]	[illegible]
سرکار و والیان ملک	[illegible]	[illegible]	عـہ	حـہ	سہ	سہ	[illegible]

بات چیت

ہوا ایک اخبار یوں ہمکلام
اودھ پنچ سے کہ میرا اسلام
کر رہے ہیں میں جیسے ہوں بیشتر
وہ گردش شاہان ہے جسکی خبر
رسائی مری ہے بہت دور دور
اور اسیر ہوں نادیدہ راہ غرور
متانت عیان ہے میرے قال سے
میں چلتا ہوں پر بینو چال سے
دکان میری وہ آسمان پایہ ہے
خبر جسکی جنس گران مایہ ہے
سمجھ کر ہے راست کردار لوگ
مری جنس کے ہیں خریدار لوگ
ہنسی اور ظرافت ہے تیرا مذاق
ہے ایسی طلاقت پہ ہاں تو طلاق
سنا جب اودھ پنچ نے یہ کلام
ہنسا اور کہا ہے ... نام
دلیس نیک و بد کا ہو اخواہ ہوں
صفت سے تری خوب آگاہ ہوں
نہیں ہوں تری طرح سے میں دورو
کبھی مدح ہے اور کبھی عیب جو
بھرا ہے طبع سے خندہ یہ نرا
روان آب زر پر سفینہ ترا
نہیں شمع سان اپنا انداز ہے
کہیں سوز ہے اور کہیں ساز ہے
نہ ترکیب ظلمت میری گل میں ہے
زبان پر وہی ہے جو کچھ دل میں ہے
نہ بیہودہ گو ہوں نہ باطل نیوش
نہ جیسا ہوں گندم نما جو فروش
زمانے کے عیبوں سے ہوں پاک پاک
نہ حاکم نہ کچھ عیب گیروں کا باک
ڈرے وہ جو بدخواہ آفاق ہو
وہی قول سعدی کا مصداق ہو
اگر محتسب گردد آنرا غم است

کہ سنگ سبو از نے بارش کم است
جو ہے بادہ گوئی کا میری خیال
تو کر پنچ لندن سے تفتیش حال
نہ کر مجھ سے رد و قدح کے کلام
نہ کھلوا تو منہ آگے بس والسلام

راقم

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ عدو
او کھیان سن کے بیمزہ نہوا

ہر کسی بخیال خویش خبطے دارد

جناب اودھ پنچ صاحب۔ گرمی کے مارے حواس کہاں مگر خیر بھاگے بھوت کی لنگوٹی بھلی۔ کچھ ٹوٹی پھوٹی جملی ہوئی کیریاں نذر ہیں۔ اگر قبول افتد زہے عز و شرف۔

روم

میں چھوڑوں اور سے ندو مجھکو
ہے یہی بحث اور غم سے شرط
روس بعد فتح بجگے ہوئے دل سے
وائے تقدیر کہ آئے تھے گلی میں اوسکی
دو گھڑی بیٹھیں سے ہم خستہ جگر کاٹنے کو
کیا بری آنکھوں سے دربان لو ہر گھور رہا ہے
سنگ دل دربان چیتتا ہے ادو ہر کاٹنے کو

کانگرس میں دیر

ہر چند کہ ہے صلح کی باتوں میں بڑا لطف
لیکن ہے شکر رنجی جانان میں مزہ اور

باغیان بلگیریا از روس

جو دل جلے کی خاک کو ہاں اے صبا بکھیر
چنگاری کوئی آگ کے نیچے دبی نہو

شاہ ایران از یوروپ

عرض جو زخم کے بچے دلبر مانگوں
خلد دینے جو لگے مجکو تر اگھر مانگوں

انگلینڈ از کابل

ہم ہی بدلے جو مزاج بت بد خو بدلا
سو رہے پھیر کے منہ اوسنے جو پہلو بدلا

راقم۔
س۔ ی۔

اودھ پنچ اب تو یہ طرز اجیرن ہو گیا۔

نیارس

سبحان اللہ کیا فرمائشی گرمی ہے۔ فرمائش بھی کی بھی ایک ہی کہی۔ بھلا کیوں صاحب کوئی سوسو کے ورکی ؟ دریں چہ شک۔ تو یہ اوسکا سر پھرا ہے جو ایسی فرمائش کرے۔ کہئے دماغ پر گرمی چڑھی ہے جو سر درد سولی لینے کا بیغامہ دینے لگا۔ جنت اگر اس گرمی کو پاتے تو ضرور اوسکا کان گرم کرتے۔ اُف اودھ خورشید قیامت ہے سوا نیزے پر آیا۔ چندے یہی کیفیت رہی تو ایک عالم سرد ہوا چاہتا ہے بی گرمی کی گرما گرمی سے واللہ پانی میں آگ لگا دی۔ اس گرم جوشی کو تو ملاحظہ فرمائیے۔ اوسکا وصال کیا ہو کہ ایک زمانہ گل اور شما۔ آسمان کا انگارے برسانا۔ زمین کا بے تحاشا جلنا۔ گھر بار آتشکدہ بنا۔ آفتاب کا شعلہ سان ہونا۔ ہوا کا آگ ہو جانا۔ پانی بھی ہے تو کیا ہے۔ پیاس کی وہ شدت کہ سب کنوئیں اندھ خانظ۔ نہروں کا گلا خشک ہوا جاتا ہے۔ ٹھنڈا پانی آبحیوان کی خاصیت رکھتا ہے۔ شدت حرارت سے آفتاب خود انگارا ہے۔ دن بھر تو ہوا آگ کھاتی انگارے اگلتی ہے۔ شام ہونے پر زمین کی بادسموم نے بھی ہوا ابلائی۔ اب گرباد نیا جہان سے ہوا ہو گئی جو بڑے ہوا باندھنے والے تھے وہ بوند ھیا گئے۔ کیا غضب کی حالت ہے۔ ارے میاں کہیں سے تو تو ہم مول خرید سے کوبھی تیار ہیں جسم سے پسینا کیا نکلا کہ پہاڑ سے دریا نکلے۔ عثمان کے نام سے جی اور آگے پانی پانی۔ یہ وہ چشمہ ہے کہ سوتے جاگتے چلتے پھرتے ہمیشہ آبشار بند نہیں۔ خدا جھوٹ نہ بلوائے تو دوزخ کی آگ بجھ جائے پر یہ پسینا کم نہو۔

آنریبل مسٹر میر ایٹر صاحب بہادر کا مزاج بھی نہیں ملتا عرش پر چڑھا جاتا ہے۔ کیوں نہو سیماب رگ رگ میں بھرا ہے

ہوا ہے۔ دیکھیے۔ بی گرمی کی شکوہ شکایتیں تو ختم
ہو چکیں اب اونکی بڑی بہن بی گرانی کے حالات
کچھ پوچھیے۔ جب سے بی گرمی آئیں بی گرانی نے
اپنی چند ستی کی ایسی لاگ کی کہ پیٹوں میں جگہ
کر لی۔ اب آجکل جس سے پوچھیے۔ کیوں قبلہ
کیسے صحت مزاج؟ جی اور کچھ تو نہیں کسیقدر گرانی
کی شکایت البتہ رہا کرتی ہے۔ سال بھر سے سارے
ہندوستان کو آغوش شفقت میں پال رہی ہیں
بھلا ایسی ہمدردی بی کہان پیدا ہوتی ہے۔
مابدولت جناب شہزادہ مرزا خ الزمان صاحب بی گرانی
کے شوہر ہیں بی گرانی کے بھائی۔ اب کیا پوچھنا
ہے عوام ساری خدائی کسطرح چوروں کا بھائی اکٹھا
بیٹون کے سب وہاں بامرض ہیضہ ہی ہیں۔
سنے اب کل کی سرگذشت سنیے۔ پچھلی رات کو چونک
اٹھی تو بندہ درگاہ جنڈولی میں داخل ہو گئے۔
زمانہ کا رنگ کچھ اور ہی دیکھا۔ پانو آنکھوں میں
سرسون پھول رہی تھی۔ یار وغل کا کہیں نام نہیں
مارے شور وغل کے کان کا پردہ پھٹنے لگا۔
بعد ہر سنیے "بے اعتدالی" "بے اعتدالی" کی صدا
یا اللہ یہ کیا۔ کیسی بے اعتدالی۔ سنو تجھے۔ گرمی کا
زمانہ ہے کھانے پینے میں کسی سے کچھ بے اعتدالی
ہو گئی مگر معلوم ہوا کہ نہیں یہ ایک معما ہے۔
حضرت سلطان ثانیہ اودھ پنچ کے اسکا حل بھی
دو ہفتون کے بعد درج کیا جائے گا۔ اب تو مارے
گرمی کے ہوش ٹھکانے نہیں ہے۔ اس وقت بندہ درگاہ
چلنے پھرنے کو چکر۔ رہ گئے وہ گئے۔ نو دو گیارہ
ہو سے

بنارس پنچ

بقیہ مضمون نوابی دربار

دوسرے روز

(رضا صاحب کا مکان)

مرزا صاحب۔ میر یار تم گاڑی میں بیٹھے رہو
دیکھو آج ہم خان کو پکارتے ہیں۔
میر صاحب۔ اچھا یون ہی۔
مرزا۔ (ڈیوڑھی پر جاکر) چمن چمن۔ (اور زور
سے) چمن چمن۔
(یہ پکار کر مرزا اکڑاتے ہوئے چپکے کھڑے ہو رہے)
خانصاحب۔ (آہستہ سے) اری چمن کہدے کہ
میان مکان میں نہیں کہیں باہر چلے گئے ہیں۔
بی بی۔ پھر موئے مونڈ چڑے آئے۔ اللہ اللہ آہستہ
بولو تم تو مرغ سحر کی طرح بانگ دینے لگتے ہو۔
خ۔ ماشاء اللہ۔ اب آپ علم کی داروغہ بننا
چاہتی ہیں۔ اب اس سے اور آہستہ کیا ہو۔
ب۔ سارا گھر تو نگوڑا ہنسا اور اٹھا۔ جیسے کسی لڑکے
نے ہانڈی رانڈی پھوڑ دی۔
چمن۔ (کیواڑ کھول کر) میان تو دن نکلے سے باہر
گئے ہیں۔ ابتک نہیں آئے ہیں۔ گھر میں کھانا تک پکنے
کو منع کر گئے ہیں۔ ہم لوگ تو سمجھتے ہیں کہ دربار گئے ہونگے
مرزا۔ (مسکرا کر غصے سے) ہان ہان دربار گئے ہیں
وہان سے تو ہم ہی چلے آتے ہیں۔
چ۔ میان آئیں گے تو میں کہدونگی کہ حضور تشریف
لائے تھے۔
مرزا۔ (گردن نیچی کرکے اور ہلاکے) بہت خوب۔
چ۔ بندگی میان (کیواڑ بند)
مرزا صاحب۔ (گاڑی کے قریب آکر میر صاحب سے
مخاطب ہوکر) شاباش۔ اس حرامزادے نے تو بڑا ہی
بچہ دیا۔ آج تو میں اسکی ساری چالاکی سمجھ گیا۔
گھر میں تو موجود ہے اور بے پروائی سے کہتا ہے
کہدے میان مکان میں ہی نہیں۔ واللہ اپنے
کانوں سنا۔ میں تو دروازے ہی پر چھپا ہوا تھا۔
میر جانی۔ آخر دیکھا جنے جو کچھ کہا تھا وہی پیش
آیا۔ اب بتلائیے کیا ہو سکتا ہے اونکی نیت خراب
ہو چکی ہے اور وہ تو روپیہ ہضم کر چکا اب کیا ہوگا۔
خدا خوب مفت میں الّو بنایا۔
مرزا۔ جی ہان کیا فکر کی بات ہے۔ دیکھو تو کل
ہم میں کیا اسکی گت بناتا ہوں۔ ابتو انکا ملنا شرط
ہے پھر نظر آئے اور پھر حملہ ہوا۔
میر صاحب۔ ابتو جو کچھ ہو دشمنوں کو چڑا کر
بس ہی بجنا چاہیے اب بغیر سے دیے
یہ معاملہ بنتا نظر نہیں آتا۔
میر جانی۔ بزور زر خشک کبھی بغیر رو پیہ وصول ہوتا نظر
نہیں آتا۔ جہان ہاتھ لگیں بس جلتے میں کرلو۔
چاہے فوجداری کیون نہ ہو۔
مرزا صاحب۔ آخر وہ بیچارے ہیں کیا۔ اونکے
ہاتھ تمام کرنے کو میں تنہا کافی ہون۔
میر جانی۔ اچھا اونکے ہاتھ لگنے کی کون صورت۔
مرزا۔ میں کل اسکی تدبیر کرتا ہوں سنئے تو ہم لوگ
آئیں۔
میر جانی۔ آئے کو روز آئیے۔ گھر سے نکالنے کی کون
صورت۔
مرزا۔ جی دیکھیے گا اسطرح سے نکالتا ہوں جسطرح
سانپ والے سانپ کو بل سے۔
میر صاحب۔ خیر کل کی کل کے ہاتھ۔ ہمتو آج ہی
فرماتے ہیں اور پنچھے کی جوڑی پسند کرتے ہیں۔
میر جانی۔ یہ ہے تو بندہ درگاہ کی بھی تو رہی آج
شام کو بارہ دواریجیے۔
مرزا۔ (مسکرا کر) جی۔ یہ سارا سامان لکھنؤ کی طرف
تک تھا۔ یہ کلکتہ ہے۔ یہاں جنگجو نظر سے دیکھنے پر پولیس
والے انسان کو دیکھ بھال لیتے ہیں۔ روپیہ نکلنا نکلی
سے آتا ہے یا نانہ جنگیوں سے۔
میر صاحب۔ خیر یہی تم تو قانون آئین سے واقف
ہو تمہاری ماننا ہی شرط ہے۔ اور وہ تو خالی دھمکانے
کے واسطے لانے کو کہا تھا۔
میر جانی۔ ابھی تو [illegible]
مرزا۔ اے میان زبان کیا کم ہتھیار ہے۔ اور نہیں
ہو چار ہاتھ پاؤن اونکے سو جائے۔ کچھ درس پروا اور
تو ہے نہیں۔ مانا تو جاتے نہیں۔ چلو اب کل آئینگے۔

تیسرے روز

(رضا صاحب کا مکان)

(مرزا صاحب نے کوچبان کو اور کسی مقدمے والے کا
نام بتا دیا اور سارس سے کہدیا کہ وہ کسی ضروری کام
کے لیے اونکو باہر بلائے اور اطلاع بھی بڑا اکر رہ [illegible]
پہونچے اور خود میر صاحب کو لیکر [illegible]
عجیب رہے۔)

کوچبان - دائی - دائی - دائی - ارے کوئی ہے
کمشنار صاحب کا بابو پوچھیو۔
خ (بی بی سے) کون ہے۔
ب - خدا جانے کون ہے۔ تمہارے موکلوں میں سے کوئی آیا ہوگا۔ اے میں کہتی ہوں۔ آخر یہ روز روز کب تک (منہ پر پلّے کی اونگلی رکھکر) لوگو میں کہتی ہوں کہ پیٹ میں ہول کیسی سمائی ہے۔ اوئی۔ بابو کے نام سے جوڑی چڑھ آتی ہے۔ مرد کی صورت ہو کر اتنا ڈر بھی نہیں بھاتا۔ اور پھر ڈر کاہے کا جیسے کسی کی چوری کی ہے۔ کسیکا گھر پھاندا۔ کسی کی بہو بیٹی بھگا لے گئے۔ کہیں ڈاکہ مارا۔ کسی کا مال کھا گئے۔ کہ جہاں کسی نے چوٹوں دروازے پر آواز لگائی۔ اب گھر بھر میں بدحواس پڑے پھرتے ہیں۔ جیسے سہما ہوا خرگوش کتوں سے جان چھوڑا کے بھاگ بچا ہو۔ بھیگی بلی بنے بیٹھے ہیں مجال کیا چوں تو کریں۔ جیسے کاٹھ کا ٹھنٹھ رہے ہیں۔
خانصاحب - جی ہاں آپ ہی سے تو کہا تھا [illegible]
بی بی - اے چلو ہٹو۔ بس ان باتوں کے لیے مردوا ہیں۔ ہمارے ہی سامنے ہیکڑی سی ہے۔ گھر میں شیر باہر بھیڑ۔ باہر نکلتے کیوں نہیں۔ کیا گھول کر کوئی پیجائے گا۔ خدا کی قسم آج کو میں ہوتی تو منہ سے دندناتی پھرتی۔ کوئی گھر ہی کیا لیتا۔
خانصاحب - تم جانتی نہیں ہو۔ یہ لوگ ایک ہی موذی ہیں۔ میں کہتا ہوں چپکے حوالے سے مل جائے تو اچھا ہے۔ اور یہ تو میں جانتا ہوں ایک نہ ایک دن مجھ سے انسے ضرور بگڑ ہونی ہے
چمن - اوئی۔ یہ کون مردوا ہے۔ ساری ڈیوڑھی سر پر اوٹھا لی۔ خانصاحب کو کھڑا پکار رہا ہے۔ زبان تالو سے نہیں لگاتا۔ اسنے تو محشر بپا دیا۔ کیا موئے نے چیخم چیخ ڈالی ہے۔ جیسے برسات میں مینڈک۔ مردوے۔ او پردے والو پردہ ہو مردوے کو [illegible] پکار پکار کر کان کا جالا پھاڑے ڈالتے ہیں ڈیوڑھی کون [illegible] (رغبت سے [illegible])
اگر محتسب گرد و آثر

چمن (کواڑ کھول کر) ترے منہ کو جھلسا دوں۔ اللہ تیری صورت کو مردہ شوئے جائیں۔ ارے تو چلا کا غارت ہو۔
کوچبان - اے گھوس چلی جاؤ۔ کمشنار صاحب کا بولدے جو کو لوٹ لے گدے کا حال پوچھے ایک شو بابو آئے ہیں۔
چمن - اچھا تو ہمیں کھڑا رہ۔ میں ابھی میاں سے جواب لائے دیتی ہوں۔
چمن - (اندر جاکر) میاں یہاں ایک مردوا ڈیوڑھی پر کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی بابو لوٹ لے مقدمے کا حال پوچھنے آئے ہیں۔
خ - اچھا کہدے کہ میں آتا ہوں۔ جاکمرہ کھولدے اور کنول بھی روشن کر کے لیجا۔
ب - یہ کون لوٹ لے بابو آئے ہیں یا آپکی امّاں ہنسیا - بی جادی نے خیر صلاح کو آدمی بھیجا ہے۔ ادھر کئی دن سے قدم باہر نہیں رکھا۔ بیچاری کی مامتا پھسپھڑاتی ہوگی۔
خ - بی کو خواب میں چھچھوندے نظر آتے ہیں۔ بھلا جادی بیچاری سے کیا علاقہ۔ اوسکو کیا غرض ہے کہ وہ آدمی بھیجے گی۔
ب - یہ بھی سچ۔ غرض تو آپ کو اوس سے ہے۔
خ - بخدا یہ لازوال سب تمہارا شک ہے مدت ہوئی کہ میں نے جناب قبلہ و کعبہ کے روبرو مسجد میں توبہ کی۔
ب - اتنے جھوٹے ہو کے بھی اعتبار ہی نہ آیا۔
خ - کیوں کیا صلاح ہے باہر جاؤں۔
ب - کسنے منع کیا ہے کسنے روکا ہے۔ جاؤنا۔
خ - (باہر آکر) کون آدمی پکارتا ہے۔
کوچبان - حضور ہم بابو کا آدمی ہے۔
خ - بابو کہاں ہے بلاؤ۔
ک - بہت خوب۔ وہ گلی میں گاڑی پر بیٹھے ہیں۔ بلائے لاتا ہوں۔
خ - جاؤ بلاؤ۔ (یہ کہکر کمرے میں جاکر تکیہ پر بیٹھ گئے) مرزا صاحب وغیرہ تو تاک میں لگے ہوے تھے خانصاحب چار زانو بیٹھے ہیں کہ یہ لوگ بھی [illegible]

لڑکوں کی طرح جا دبکے
مرزا صاحب - (خانصاحب کی طرف مخاطب ہو کر) کیوں خانصاحب یہی ایمانداری ہے کہ جو آپ ہم لوگوں کے ساتھ کرنے پر آمادہ ہیں۔ اور کیا اسیکو شرافت کہتے ہیں۔
خ - (منہ بنا کر ایک سنجیدگی کی ادا سے) کیا ہے کیا آپ کو ہو کیا گیا ہے۔ ایمانداری و بے ایمانی کا ذکر کیا ہے یہ تو عجب حیرت انگیز افسانہ ہے۔
میر جانی - گھر میں رہیے اور دائی سے کہیے کہ میاں گھر میں نہیں۔ یہ شہید مردوں سے دلگی۔
میر صاحب - یہ تو جوانمردوں اور دغابازوں کا اخلاق ہے۔
مرزا - اخلاق اور ایمان سے اس شخص کو کیا تعلق۔ یہ ایک پرانا ٹھگ ہے ارے یہ تو اپنے سگے باپ کو زہر دے روپیہ کیواسطے۔
خ (آواز بلند سے غصے میں) بس بس ذرا زبان سنبھال کر بات کیجیے۔ میں اور طرح کا آدمی ہوں۔ ہوش سے بات کرتا ہوں۔ کچھ شاہین تو تم سب کی نہیں گھیری ہیں۔ لو صاحب ہم تو انسانیت سے پیش آتے ہیں اور آپ اول فول بکتے چلے جاتے ہیں۔
مرزا - خان ذرا سمجھ بوجھ کر بات کرنا۔ ابھی کسی پیلے آدمی سے سابقہ نہیں پڑا۔ یہ ساری آپکی شیخی نکل جاگی۔
میر صاحب - کیا چوری اور سینہ زوری ہے! آپ اپنے گھر پر بیٹھ کر دھمکاتے ہیں۔ میاں کسی کے چلد ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہی ہیں۔ ہم تو سب چوڑیاں پہنے ہیں نا جو ٹوٹ جائینگی۔
میر جانی (لاٹھیوں کو چھٹکا کر) سنو چچا۔ سیدھی سیدھی تو یہ ہے کہ ابھی فوراً ہمارا روپیہ دلا دو ورنہ یہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ ہم لوگ آج کمشنر کے [illegible] ابھی تو چار سٹ میں روپیہ وصول کر لینگے۔
مرزا - سنتے ہو۔
خ - خبردار (خوب ڈپٹ کر) ہوشیار۔ بات تمیز سے کرو۔ گالی گلوج بے معنی وارد۔ ایک آدہ کو سا کر ابھی پٹ جاؤں گا۔ اور خون کا دریا بہہ جائے گا۔ روپیہ کیسا اور حصہ کیسا۔ کیا تمہارے باپ دادا کی کمائی



"صلح کیجے بس لڑائی ہو چکی" —

یہاں رکھی ہے — جب گا حصہ لینے کو آئے اور چلے — اچھا
تقاضا ہے۔ ایک دربار میں تم ہو ہم ہی ہیں اپنے
اپنے موقع پر سب لوگ کماتے اور کھاتے ہیں اسکا
حصہ اور رسد کیسا۔ کیا تم اپنی عمر بھر کی کمائی کا حصہ
بخشے دوگے۔ جاؤ نہیں دیتے نالش کرو۔

مرزا۔ کیا ہم یوں نہیں وصول کر سکتے۔ واہ بے
آج تو تو نے نئی منطق نکالی ہے اگر ہم بجا نہ دلواتے
تو تمہارے باوا کی بھی قدرت تھی ایک حبہ اس معاملے
میں غیر واجبی خرچ کا نکال لاتے۔ کہاں تو وہ خوشامد
اور کہاں اب یہ شوخ چشمی۔ او بے ایمانی۔

میر جانی۔ خیریت ہے کہ اب بھی سیدھی بات پر
آجاؤ۔ ورنہ چوری کا مال ہضم نہیں ہوگا اور آخر تمہاری
تیر ہوگت بنجائیگی۔ اور سرکار سے بھی نکلوا دیے جاؤگے
شیخ جادو۔ ایسے ایسے سیکڑوں ہفت خورے [illegible]
تیرے سامنے آئے اور گئے۔ جاؤ چلو ہوا کھاؤ حصہ
رسد کیسا۔

مرزا صاحب۔ (بہت ہی غصّہ کے ساتھ اپنی
جگہ سے نیم خیز ہوکر) خبردار او گیدی۔ تیری سینہ زوری
نہیں سارے دانت توڑ کر حلق میں ڈال دوں گا۔
ابے او بے تمیز [illegible] ابے ایاز قدر خود بشناس۔
ابھی تو مارے ڈنڈوں کے ہاتھ پاؤں ڈھیلا کر دونگا

میر صاحب۔ میں کہتا ہوں کہیں آپ خفا
تو نہیں ایں۔ بات چیت کا قرینہ خود دیکھیے۔ بیچ
خدا کی قدرت سادات بنی فاطمہ کے ساتھ یہ اتفاق
زبان درازی اور بے تمیزی کرے۔ قسم جناب امیر
کی انشاء اللہ [illegible] چھوڑے دیتا ہوں نہیں وہ پچھاڑ
بتاتا کہ سر اٹھانا ہو جاتا۔

مرزا صاحب۔ مارے جوتوں کے کھوپڑی پلپلی
کر دوں گا۔ مردک۔

(یہ کہہ کر مرزا صاحب خانصاحب سے چمٹ ہی تو گئے)

میر صاحب۔ ہاں۔ ہاں۔ خبردار۔ خبردار۔

میر جانی۔ ہاں۔ ہاں۔ مار مار۔ اس ملعون کو

یہ کہہ کر یہ بھی دونوں خان پر برس پڑے اور
لگے فراشی گڈے۔ چانٹے۔ جوتے۔ پڑنے۔ پھر تو
اسے اور بندہ سے۔ [illegible] ہر سر فرزند آدم می آید

بلندہ وہ لینا لینا۔ جانے نہ پائے۔ وہ مرے پڑے۔ دھول
دھپّس۔ گھم۔ ارے۔ چٹاخ۔ کافر۔ تڑ۔ پڑ۔ تیری گی
میں۔ تڑاق۔ پٹاق۔ دھم دھم۔ مردود۔ اوبے۔
دہوں دہاں۔ ارے۔ پٹاخ۔ دہائی ہے۔ مار ڈالا۔
ہاجی۔ سور۔ ارے کوئی دوڑو۔ لوٹ لیا۔
یزید کی اولاد۔ خدا کا واسطہ۔ شمر کا بچہ۔

خانصاحب کی داڑھی مرزا صاحب کے ہاتھ میں۔
اور خانصاحب کے ایک ہاتھ میں مرزا کے پٹّے۔
دوسرے میں میر صاحب کی لنگوٹی۔ میر صاحب
خانصاحب کے کو نیہر گھونسے لگا رہے ہیں۔ مرزا صاحب
خانصاحب کی چھاتی پر سوار۔ میر جانی صاحب خانصاحب
کی گردن دبائے۔ گرمی کے دن سب پسینے میں لت
پت۔ خان کا انگرکھا پُرزے پُرزے۔ گھٹنا سب طرف
سے مسکا ہوا۔ مرزا کی اچکن کے بوتام ٹوٹے۔
آستین نکل گئی۔ میر صاحب کا کرتہ پھٹا۔
میر جانی صاحب کی تسبیح ٹوٹ گئی۔ سب دانے زمین
پر پڑے۔

غرضکہ ایک سے دو۔ دو دو کی دو دو چار۔ چار سے
خانصاحب اکیلے۔ وہ ایک چھوڑ تین تین سے۔
غریب بھی کھول کے برسے۔ ابھی میں برسات میں
مرمت کی۔

باقی آیندہ

ابتدائے عشق میں روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

پھر میں خارجی [illegible] کا گیا ہوں۔
بہ نام کنندہ نکو نام [illegible] آ گئے [illegible] ادو۔ کدھر تھے
کہاں رہے۔ تم عید کا چاند ہو گئے۔ نظر ہی نہیں آتے
باچھیں کھل گئیں۔ بہت خوش ہے۔ کیا عرض کروں
آپ جانتے ہیں جب تک کوئی تازہ دم خبر نہیں ملتی۔
آپ کے یہاں آنے کو جی نہیں چاہتا۔ اور خبریں اب
ملتی نہیں۔ مخبر ہیں کہ تباہی کے کبوتر کی طرح قلابازیاں
کھاتے پھرتے ہیں۔ ہاں صاحب خوب یاد دلایا میں
تو پوچھنے کو تھا۔ کہو بیٹھے آپ کو خبریں کیونکر ملتی ہیں
(نقطہ مراقبہ بزرگان گشت رگشت) جہاں آنکھیں بند
کیں۔ اور ڈھائی انچھر پڑھے (لعنت بکار شیطان)
ذرا اثر آیا کہ شیاطین کی فوج دست بستہ حاضر۔

زرداد تو آپ ہی اپنے وقت کی شیخ سعدی ہیں اچھا پھر
چاہوں جہان کی خبر منگالوں۔ جدھر چاہوں سیدھا نکل
اور یوں چٹکی بجاتے خبر منگالوں۔ ذری دیر نہیں لگتی
لیکن ایک بڑا عیب ہے۔ جیسے میں لاتا ہے خبر [illegible]۔
بلکہ مجھ سے سوا بے فکرے۔ گھر بے دل۔ اللہ ہی
اللہ۔ پوچھنا کیا۔ جہاں جی لگ گیا پھر مہینوں وہیں
کے ہیر پھیرے ہو رہے ہیں۔ پلٹ کے کروٹ نہیں لیتے
چنانچہ ایک موکل بندہ بیس دن کا گیا ہوا آج صاحب
کے ہو دہ بجے آیا۔ دیکھتے ہی میرے بدن میں
آگ لگ گئی۔ میں نے مزہ لیا کہ کیوں بھاجی۔ تم
خوب غوطہ لگاتے ہو مہینوں غائب کہیں تمل ٹھیرا
نہیں ہنسنے لگا کہ جی ہاں قصور تو ہوا۔ لیکن خبریں
بھی دو چار یک چھان چھان کے لایا ہوں۔ جیسے
تماکشی کے دانے۔ یا منشی جی کے مینہ کے بال۔
چنے چنے [illegible] دیکھا کہ [illegible]
خبریں۔ مگر دو چار تو ابھی کہ آدمی سنے تو ہنستے ہنستے
دیوار قہقہہ بن جائے۔ لیکن بغیر تمہ قبہ میں کہنے کیوں
لگا۔ اب یہ فرمائیے۔ کیا کیا انعام ملے گا۔ سے کہو
بھی یہ اشتیاق بڑھانے سے کیا فائدہ۔ نہیں [illegible]
سر کے ہوں۔ مرا مردہ کھاؤ۔ اور نہیں آج [illegible]
تمہیں دینگے۔ اور ساتھوں ساتھ ایک دو گھنٹی
گلے میں ڈال دینگے جسمیں نادیا بیل بجاؤ۔ اور ہو ہو
او ہو ہو۔ تو پھر سنو۔ بندہ اور گیا وہاں سے جو فقرو
ہوئے سیدھے ریل گھر دیکھتا کیا ہوں ایک بڑے بیبے
لگا ہوا انگ میم صاحبہ کا روپ بھرے ہیں پلیٹ فارم
پر موجود ہے۔ جی چاہا چلو دیکھیں۔ سواری ہے
او نثر اور زمین کے برابر۔ آمین۔ آمین۔ ذرا ٹھہرے
ہوئے یہ سواری شکاری کیسی۔ تو یوں پانی ہو
پھر کیا ہوا۔ سوار بھی تو ہو کے گھوڑوں پر تھا۔
پھر دیکھتا کیا ہوں نئے نقش کے آدمی نظر آتے
ہیں۔ [illegible] کیا عجائب خانہ ہو رہا ہے۔ آمین ایک
بڑے کوٹھی [illegible] شوربہ کی طرح ڈبلے ہوئے سیدھے
ادھی بھردہ [illegible] کے پاس۔ واہ واہ۔ اب جو دیکھا تو وہ
رنڈیاں صاحبہ ہیں کہ اوس سرخی کی کہانی صورت پر
سایہ بنے غبارہ بنی انکو گھتو کرتی پھرتی ہیں اور

بنے ہوئے صاحب بہادر بغل مین ہاتھ دیئے اودھر سے اودھر ہاش کا اُنا سانا ٹھٹھ رہے ہین۔ رنڈی غلطی ہوئے جاتے ہین۔ اچھا جی واللہ کا شی الہ آباد کی خوب ہوا لگی۔ ارے لو اور دیکھو آخر کیا ٹوٹ گیا جو صاحب ہی ہین خدا اس لائے۔ ارے میان نہین شاید لندن کی کھچڑی کھالی۔ اب نقل اتارتی ہین مگر تھوڑی کسر باقی رہ گئی ہے۔ قصہ کوتاہ خوب دیکھ بھال کے دل جو گھبرایا سیدھا نواب گنج کو اور پہونچا سیدھو باندھنے کی دیر تھی فوراً جا پہونچا۔ ہاے ہاے جہان جاتا ہون سناٹا سسان پڑا ہوا ہے۔ شامت لوگ خرّاٹے رہے ہین۔ اب کیا کرون سو نچا کیمل آباد چلو۔ وہان نئی روشنی کے چراغ ضرور جھلملاتے ہونگے۔ تو پہلی۔ وہان بھی چپ چاپ شہر خموشان گانا بجانا ہنسی ندارد۔ ارے کیا یہان تو جب آئے غنچہ نظر آیا چہل پہل کہیں۔ اب تو گھر گھر اوداسی چھائی ہے۔ ہاے بکمال کوشش وجہ اتنی بات معلوم ہوئی کہ اب وہ غنچے اپنے ہی گنجون مین پھرنے چلے ہین۔ بلکہ حالی موالی خود ہی گلگشت کو وہین جاتے ہین۔ سیر سپاٹے کرآتے ہین۔ پھر ہو کیا خرچ اپنا اپنا جب یہ معلوم ہوا تو بخانب اودھر گور دینگے۔ اب جو دیکھا تو وہ پوچھا گیا۔

نام ہی سے امارت برستی ہے۔ امیر امرا۔ بادشاہ وزیر۔ راجہ۔ مہاراجہ۔ ڈیرے کے ڈھیر خربوزون کی کھانچون سے زیادہ بھرے پڑے ہین۔ جدھر دیکھو گل لالہ کھلا ہے۔ کہین ہنسی دل لگی۔ ناچ رنگ اور حوالی وتینا۔ ناچ رنگ۔ کہین ہاتھا پائی۔ کہین کھیل تماشا جنگی کا ڈھنگ۔ گھر گھر ایک سان بندھا ہوا ہے ہو رہے اپنے حال مین مست۔ خلاف تہذیب باتین۔ آپ جانئے میرا جی گھبرایا اور آگے بڑھا۔ بارے ایک بڑا گھر اور بڑا دروازہ نئی ہی کھڑکی۔ پورشہ چوترہ نظر آیا۔ اور کچھ تربیت یافتگی کی ہنسی ہنسی ہو شہر بلنے مین آئی پھر تو بدولت سر پر پاؤن رکھ کے بھاگے۔ اور وزرا نے داخل دفتر۔ اااا ا واہ حضرت جی بہت چھوٹے۔ وہان تو بارہ مسالے جمع تھے کہین نازو غمزے سے کوئی اٹھلاتی ہے۔ کہیں طرف کو کوئی [illegible]

تر ہاو کش۔ گرسکین بنی بڑی لمبی تسبیح لیے بڑبڑاتی ہے۔ ایک طرف جو دیکھتا ہون تو وہ رنگ ہے جو پچھون مین۔ داڑھی نفع مین۔ ایک بڑے مذہب مقدس جنگی جوان ڈوبل ماسٹر بنے بیٹھے ہین۔ سامنے رادر گورنمنٹی کتاب کھولے ایک ایک سے انگریزی ہجے کر رہی ہے (یہ کیسے کہ بڑیان او کہیری ہے) آپ جانئے دیہات کی زبان گنواری بول چال۔ الفاظ اتنی صحت کے ساتھ ادا ہوتے ہین کہ تمام کنگنے والیان تعریفین کرتی ہین کبھی ظرافت ہوتی ہے۔ کہا ہے مولوی صاحب کل ہی والا سبک پیسے کر کو ہمکا پکارے دای پی) اوہ کے جواب ان ہم کہن رسی ڈمی) آنی بنیا لاگ جلتی ناہین اوتھ کہ مولوی صاحب مسکرا مسکرا کے ہنسے جاتے ہین۔ اور جھوم جھوم کے فرماتے ہین۔ ہان کہو رووالی) اب شامت آئی ناہین اے تکبیب۔

داہی تم ہوسے ہو۔ کبھی کچھ منطق لڑتی ہے دو دو جو کہین ظرافت کی ہوا آ جاتی ہین تو بہ پہ بے نقط چلنے لگتی ہے۔

مولوی صاحب۔ تم سبق جی لگا کے لیتی نہین ایسے آتا جاتا خاک نہین۔ اور جو ہنسو پھر دل لگا کے پڑھو پھر اچھی خاصی ہو جاؤ۔ اڑنے لگو۔ ایک ایک سے دو نظر آئین۔ تو پہلی۔ اب تو چپ چاپ سے چہرا ناشکل ہو گئے۔ اور تو جانو کہ (امرودی) بڑھے وہ اسے جیسے جاڑے کے بچے بڑھنی کر جان سے چپٹے پھر۔ آئے لو اب مولوی جی بابی ہمکا دکھا دے چلے ہین۔ ایسی باتین ہونے کرے والن سے کرو۔ ہائی رے بھائی۔ جیسے مٹھو میان اپنے سبک کوئی کورن کو پڑھاوے۔ ہم ایسے تھے نہین۔ بڑے امیر امراون سے صحبت اٹھائی ہے۔ بھائی تیرن قسم ہنسی آوت ہے۔ واہ واہ۔ جدہ علی بھائی ہورن کا ہم دل لگی مین ہرائے مارا۔ جون ایک کون رگلمش) مین ٹھیر استری سے باتین چلتی بات ہین۔ پھر تمہار دکھیا کی کون گنتی شمار۔ ہی گنتی ابی میرٹین گھر گھر کی کباسی ساگ۔ مجت دمسجد قسم اون کنگن رنگینت) سمجھت ہو ہی لکا گریزی کرت ہین۔ یا بھائی ہم کون مانگ مان پڑھب۔ اور کون سین

صاحب لوگن ست کٹ پٹ کرب۔ ایسے جو مان سیکھب مان آگ لگے جہان ٹو پھونسوا۔ سکھو یار دو گھری چار مارا جائے۔ سیکھے والی نمازت ہو۔ [illegible] مٹکا اگر بھلے۔ کہ گاؤن مین تھوڑکنا بتاسے۔ دو پہار پہن پہن کرا بن کمائی سیر کا۔ چھی چھی۔ اب ہوا سلام۔ ہم خوب پڑے ہین۔ فاضل بنین نہین کی نایبن تمرانام سے کے بانک کی کھادب۔ کل سے دنیا را او کورٹ او یاد کرو۔ جون پڑے اور ہکا خدا سے غارت کرے۔ اتنی لڑکھائی مین اخو جی کا پیشاب پانی ہو گیا سے گز اسے۔ جاؤ جی ہنسی مین رلّی ہو۔ کس حلالخور نے کسی اور وادے کچھ کہا ہو۔ اسمین اونکی بڑی بی کلمن بہانے کے بولین یہ تو اچھی خاصی اڑاہٹ ہے۔ چاچے کی باتین اشرافن سے۔ تعزین قسم۔ ۔ ۔ ۔ ۔ واہ صاحب تم بڑا نہ مانیو۔ اونکا مزاجی اسی قسم کا ہے۔ گرمی مین اوزر دیو۔ اسی کتیا ہو کے کاٹے کھات ہے۔ اور دیکھیو وہ کہیا دوو قتا مین سبق دین اور عمر بھر ان رہے۔ شاگردی کیا اوستادن کے کاٹے لگین۔

اسمین بات زیادہ اونکی۔ سمجت بڑی سست ہوئی۔ مین نے بھی ادہر طرت کی سدسیان لین لیکن تا ہم چلتے چلاتے خیالی ٹوپی سر سے اوتار کے اوتر دخ ایک سجدہ کیا کہ رحمت تیری بادشاہت۔ اس علم کی ترقی پوری پوری ہو چلی۔ کیونکہ اس کا نتیجہ تو ابھی اس جانب توجہ ہوئی ہے کیسے سایا پہنا۔ کوئی انگریزی پڑھتی ہے۔ [illegible] ایک سے ایک قابل ہوگی۔ اپنے [illegible] کا مقابلہ کریگی۔ نئی روشنی اسے کہتے ہین کہ پڑھانے والون کا نام تو روشن ہو۔ پھر کیا پوچھنا۔ اودہر دیکھو تو شوقی اودہر دیکھو تو شوقی۔ ہمین نہین کہتے سنتے۔ بلکہ چار گھلے والون کی اَن دآمان تندرستی۔ باقی پھر کبھی۔

عذر

دادیت اور رشتے بے علم ہے کچھ اور شتے ،، وولا بقیہ مضمون انشاء اللہ ہفتہ آیندہ مین۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسکی گنجایش تھو [illegible]



سخن فہمی عالم بالا معلوم شد

ابھی والا مسٹر اودھ پنچ - ۱۱ جون کو چھاپا اور شائع
فیصلہ والا نا گہو یار بے پرچی جیت گئے ہیں ابھی الہ
والا مضمون لکھ کر مسٹر ورکو مول - مول کو سپرد
کر دیا - کہاں تو لال تر لوکی ناتھ صاحب کے خواہ مخواہ
کے منہ پر ہوائیاں چھوٹتی نہیں کہ تجویز ثانی ابھی خارج
کہاں اب یہ خوشیاں ہیں کہ ہمارے خواب بیان
آئی ہوئی تار برقی کی تصدیق مسٹر پنچ نے کر دی
اور بیچارے دودوا صاحب کے بعض خیر طلب دوہ
سکے چلو ہماپہ چھونک پھونک پیتے والے مٹی پلیت
کے سرو ہیں کہ اٹین یہ تو عجب الٹو اسٹی ہوئی -
واہ واہ - ابھی جی - خوب مزے پہناے - چلو اچھا تو
ہے دونوں کو اگر جہاد یا تو کیا گناہ کیا - اور دودا
صاحب کو خوش ہو گئے تو جیتے اور خدانخواستہ مول
ہو گئے تو بالا دونوں کے ہاتھ - رنجیدہ دونوں کو
ہونا نا البتہ کارے دارد - مگر یہ بیچارے تو اب تجسس
در علوم ہوتا ہے - ہیں خدا بچائے کون کیا ہم بخوبی
جلوؤں سے کھانے میں نہیں - اگلا بیلے ہی وکس
[illegible] سے پچھتے سستی لگا میں تو ہم بھی
بیچارہ کہاں میں -
بھیا سنو - بات تو اتنی ہے کہ دودوا صاحب نے پریوی
کونسل سے ڈگری پالی - کہو ہاں -
لالہ ترلوکی ناتھ صاحب ہارے - کہو ہاں -
مرو لال صاحب نے تجویز ثانی دہو ہو ام سے دلائی
بھی - کہو ہاں -
سو وہ اب عرضی تجویز ثانی خارج ہو گئی - مائیں -
مائیں پہش - چلو فیصلہ ہوا -
اس خارج ہونے والی خبر کو جو چند حضرات نے
سوری کا بھالا بنا دیا تھا دسیر ہی دوگال ہنس لیے تھے
یار لوگ کچھ کا کچھ سمجھے - خیر اب جانے دو دوا صاحب
کو خوشخبری سنا دیجئے - چلئے دیکھئے جشن منایئے -
مضمون گو فستو ہے -

لوکل

رفتہ رفتہ ہر شہر ہی وحشت میں نمازشا کی
روح گھبراتی ہے صورت دیکھکے ہم زاد کی

صنف ہم انسانیت سے باز آئے - آدمی سے ملا ہم جنا
ہے - جن اچھے کہ سب جگہ اور کہیں نہیں - ان کو کوئی
دیکھ نہیں سکتا - وہ سب کو دیکھتے ہیں اور نہیں سے
رغبت بھلی - اور نہیں کی صحبت ابھی ہے سنا ہے
کہ جس شہر پر جن مہربان ہوتا ہے اس کو کسی شے
کی کمی نہیں رہتی ہے - چنانچہ باوصف نہایت مقدس
ہونے کے بھی شاید اسی لالچ سے ایک نواب عالیقدر
والا منزلت ہر جمعرات کو جنوں کی مسجد میں تشریف
لیجایا کرتے ہیں - جناب نواب صاحب ممدوح کی بیگم صاحبہ
پیچھے پڑیں کہ نواب صاحب آدمیوں کے سمجھانے سے تو
سمجھتے نہیں سب لوگ سمجھا کے تھک گئے - چلو ہم بھی
اسی مسجد میں چلیں - اور جنوں کو اپنا پنچ قرار دیکر
خانہ خدا میں باہم فیصلہ کر لیں - کہ نوبت نالش و
تفسیخ نہ پہونچے - یہ شگوفہ بھی گپ چپ کی مشتاقی ہے
چنانچہ بیگم صاحبہ موصوفہ ۱۲ - جون ۱۸۸۰ء وقت صبح
تشریف آوری سے پہلے باشان و شوکت سواری
لگی قریب مسجد جنوں کے جہاں تک مدگاڑی جا سکتی
تھی پہنچیں - حکم دیا کہ کہاران سواری نواب صاحب جو
تنس پہلے ہوے مسجد کے قریب ٹھہرے ہیں ادھر لاؤ
لاؤ - میاں خواجہ سر[redacted] کہار سید ہانہ
عمل ہے اور بیگم صاحبہ اللہ کر کے مسجد میں داخل
ہوئیں - کیسے نواب صاحب کو دوڑ کے خبر دی کہ بیگم صاحبہ
مسجد سے حضور کے مکان میں آیا چاہتی ہیں پہنچنے ہی
زلزلہ پڑ گیا قیامت آگئی - تمام دروازے بند کرا دیے گئے
چاروں طرف غل پڑ گئے - نواب صاحب بیگم صاحبہ
کی آمد کے خوف سے پکڑ قفس کے قبضے سے نکلی سکے
تاسف سے سر اسیمہ دوڑتے پھرتے تھے کہ الٰہی یہ
یا حضرت مشکل کشا میری مشکل آسان کر - یہ کیا غضب
ہے - غرضکہ دعا مستجاب ہوئی لاعلم بیگم صاحبہ انتظار میں -
دلچسپی کی صورت نہیں - مسجد میں اللہ ہی اللہ
آخر کہار اوس طرح سے اپنے دو تھانے بر تشریف لیگئیں

جب کہاروں سے خالی قفس دیکھی ہی پہچانی
اور خبر فصل نے ابتدا کی حضور میں قفس کی جان پہچان آئی
ہو اس درست ہوے - دو دو ہاتھ لگے مزاج عالی
میں جوش آیا اور گپ کہاروں کی پیٹھ کو شمالی زبانی
کہ بیرون لکھوا لو بیگم کو دو مرتبہ قفس پر سوار ہونے دیا -
کہاروں نے عرض کیا حضور جو جانیں ارشاد تھا
مگر بیگم صاحبہ حضور کو جانتے ہیں - دیا مالک بیگم صاحب
کو سمجھتے ہیں - غرضکہ کہار ہر طرف - اور حضرت مشکل کشا
کے نام کے نذر گو نشے ہوے کہ آج بڑی خیر ہوئی
حضور نہ جنوں کی مسجد میں تشریف لے گئے اور نہ
بیگم صاحبہ نے ادھر آنے کا قصد کیا - خیر سیدہ بود بلا
سے بخیر گذشت - بیگم صاحبہ نے بہ خبر سنکر کہاروں کو بر طرف
کو ملازم رکھ لیا اور اودھی ہر در بان جدید رکھنے کا حکم
دیا - اور یہ فرمایا کہ یہ کہار باری باری ہمیشہ ہماری
سواری میں رہا کریں - اور ہمیشہ تو سلیمن حضرت بھی
سواری لیا کریں - اس پہلی سواری کے حکم سے تو
کوئی ہر دو جی پھر نہ ستاتے ہونگے -

زن قریب ہمت مردانہ گر رکھتی ہے
کیسے کو زور ہے شوہر کا بگڑ سکتی ہے

تار برقیان

۹ جون - دو انگلستان اور آسٹریا کانگریس میں
متفق عمل کرینگی -
۱۰ جون برلن - کانگریس کی کارروائی سستی سے ہوتی
جاتی ہے - آسٹریا اور انگلستان کہتے ہیں روس قبضہ
بلگیریا سے اوٹھالے اور یونان کی افواج محافظ ترک
تعلیمات سے عہدنامہ صلح کرے -
۱۱ جون برلن - انگلینڈ اور آسٹریا اور روس امور ذیل
پر متفق ہو گئے ہیں - بالکنس یعنی ترک درون پہ
قلعے بنائیں اور تمام میں فوج حفاظت کی رکھیں -
دریائے میں مرتبہ بلگیریا میں دو ریاست شامل ہو - شمالی حصہ
باقی بلگیریا اور سر دیا کے ملک میں جاویں - باقی بلگیریا
اور سکا صوبہ جنوب میں پاسے -
تاروں کا سلسلہ ہر روز جاری ہے

مطبع شام اودھ واقع لکھنؤ محلہ گولہ گنج
میں محمد سجاد حسین کے اہتمام سے چھپا